

# 1 عمومی جائزہ

یہ تجزیہ پہلی سہ ماہی کے اختتام تک کا ہے اور اس میں بنیادی طور پر جولائی تا ستمبر مالی سال 13ء کا احاطہ کیا گیا ہے۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار (جولائی تا ستمبر)			
م 13ء	م 12ء	م 11ء	
شرح نمو (فیصد)			
1.0	3.2	-2.5	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
3.9	17.4	14	برآمدات (ایف او بی)
-2.4	23.1	19	درآمدات (سی آئی ایف)
10.3	28.9	6.2	نگین حاصل
9.1	11.5	13.4	صارف اشاریہ قیمت (عرصے کی اوسط) <sup>1</sup>
-2.5	-2.8	-1.6	نئی شعبے کا قرضہ
0.7	-0.3	0.6	رسد زر (زر)
ارپ ڈالر			
14.9	17.3	17	مجموعی سیال ذخائر <sup>2</sup>
3.6	3.3	2.6	کارکنوں کی ترسیلات
0.2	0.2	0.5	خالص بیرونی سرمایہ کاری
فیصدی ڈی پی <sup>3</sup>			
-1.2	-1.2	-1.5	مالیاتی توازن
-1.5	-1.8	-1.4	تجارتی توازن
0.1	-0.6	-0.3	جاری حسابات کا توازن
1 اسہالی سال م 08ء			
2 اس سے اختتامی مدت پرائیویٹ بینک اور کرنل بینکوں کے ذخائر کا پتہ چلتا ہے۔			
3 نسبت میں پورے سال کی جی ڈی پی کی بنیاد پر۔			

پاکستان کے پالیسی سازوں نے اقتصادی نمو میں بہتری کی توقع پر مالی سال 13ء میں جی ڈی پی کی نمو کا ہدف 4.3 فیصد مقرر کیا جو گذشتہ سال حاصل کیے گئے 3.7 فیصد ہدف سے زائد ہے۔<sup>1</sup> اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اندازہ لگایا کہ سال کے دوران معاشی ماحول زیادہ مستحکم رہے گا جس میں گرانٹی کم رہے گی، مالیاتی سنجائی ہوگی اور بیرونی کھاتے میں بھی پائیداری ہوگی۔

م 13ء کی پہلی سہ ماہی کے خاتمے پر ملک کے بیشتر معاشی اظہار میں کچھ بہتری آئی: عمومی گرانٹی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت گر گئی تھی، جاری کھاتے میں فاضل رقم تھی اور مالیاتی خسارہ م 12ء کی پہلی سہ ماہی کی مساوی سطح پر تھا۔

مستحکم تر سیالات زر اور مالیاتی مصارف نے م 12ء کی ماند ملکی طلب کو سہارا دیا جبکہ سرمایہ کاری سرگرمی کے مبہم اشارے بھی ظاہر ہونے لگے۔ مؤخر الذکر کا ثبوت سہ ماہی کے دوران مشینری کی بلند درآمد، اشیائے سرمایہ کی بڑھی ہوئی پیداوار اور معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں معمولی سے اضافے سے ملتا ہے۔

جیسا کہ م 12ء کی سالانہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے، دیرینہ ساختی مسائل پاکستان کی معیشت پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ شعبہ توانائی میں مخصوص

1 سالانہ منصوبے میں یہ نشان دہی کی گئی کہ زراعت اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی بجالی م 13ء کی نمو کو ہمیز دینے والے اہم عوامل ہوں گے۔

اصلاحات کی اب بھی ضرورت ہے، سرکاری شعبے کے اداروں کی کارکردگی بہتر بنائی جائے، اور محاصل کی پیداوار بڑھائی جائے۔

م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں ملکی قرضہ 482 ارب روپے بڑھا (جبکہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی میں 208 ارب روپے بڑھا تھا) چنانچہ قرضوں کے جال میں پھنسنے کا جو خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے اس پر ہماری تشویش برقرار رہے۔<sup>2</sup> نیز اسٹیٹ بینک نے نئی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے واضح اشارے دیے تھے (سہ ماہی کے دوران بیچ مارک ریٹ میں 150 بیسس پوائنٹس کمی کی گئی) اس کے باوجود قرضے کا خالص پھیلاؤ بہت کمزور رہا۔ ہمارا پختہ خیال ہے کہ قرضہ دینے میں کمرشل بینکوں کا رویہ اب بھی خطرے سے گریز پر مبنی ہے جبکہ نئی قرض گیم کی غیر یقینی صورتحال کے سبب سرمایہ کاری کے اپنے منصوبوں کو مؤخر کر سکتے ہیں۔

حقیقی پیداوار کے شعبے کا جائزہ لیا جائے تو رسدی خلل نے م س 13ء کے نموکے امکانات کو دھندلا دیا ہے۔ کپاس کے پہلے سے کم زیر کاشت رقبے اور ستمبر 2012ء میں مون سون بارشیں کم ہونے کی بنا پر چاول اور کپاس کی فصل کم ہوئی۔<sup>3</sup> اس کے علاوہ توانائی کی متواتر قلت صنعتی نمو میں رکاوٹ ہے۔

اس کے برعکس گنے کی فصل عمدہ ہوئی، 59 ملین ٹن ہدف کے مقابلے میں 62.6 ملین ٹن گنا پیدا ہوا۔<sup>4</sup> اگرچہ چھوٹی فصلوں کے بارے میں ہمارے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں تاہم تلف پذیر غذائی اشیاء کے زخموں میں نسبتاً استحکام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رسد پر کوئی منفی اثر نہیں پڑا ہے اور ملکی صرف کے لیے ان کی کافی مقدار موجود ہے۔<sup>5</sup>

رسدی خلل نے ملک میں بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کو بھی متاثر کیا۔ مثال کے طور پر قدرتی گیس کم دستیاب ہونے سے کھاد کے شعبے پر اثر پڑا، جبکہ پرانی گاڑیوں کی درآمد، اور بین الاقوامی معیار کی تعمیر کی غرض سے بعض گاڑیوں کے ماڈل ترک کرنے سے کاروں کی ملکی پیداوار متاثر ہوئی۔ سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی نموان عوامل کی بنا پر گر کر ایک فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ سال 3.2 فیصد رہی تھی۔ ان دو شعبوں سے قطع نظر جائزہ لیا جائے تو ایشیا سازی کی نمو بلند اور وسیع البتہ رہی۔<sup>6</sup>

بالخصوص فوڈ پراسیسنگ، ایشیائے سرمایہ اور تعمیراتی ساز و سامان وہ شعبے ہیں جن میں م س 12ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خاصی بحالی دیکھی گئی۔ معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں واجبی اضافے، مشینری کی بلند درآمد، اور ٹیکسٹائل، کاغذ، شیشے، فولاد اور فوڈ پراسیسنگ میں نئی سرمایہ کاری سے

2 ملکی قرضے میں یہ اضافہ سہ ماہی کے مالیاتی خسارے کے عین مطابق نہیں ہوگا کیونکہ سہ ماہی کے دوران بینکوں میں حکومت کی امانتیں 170.5 ارب روپے بڑھ گئیں۔

3 م س 13ء میں بارشوں کی شدت اگرچہ گذشتہ دو سال کی بارشوں کے مقابلے میں کم تھی تاہم وہ بھی جنوبی پنجاب، بالائی سندھ اور شرقی بلوچستان کے اضلاع میں سیلاب کا باعث بنیں، جن سے خصوصاً کپاس اور چاول کی فصلیں تباہ ہوئیں۔ پاکستان کی چاول کی فصل ہدف سے 1.5 ملین ٹن (یاد ہدف کا 78 فیصد) کم رہنے کی توقع ہے، جبکہ کپاس کی فصل کا ابتدائی تخمینہ 13.3 ملین گانٹھ (نی گانٹھ 170 کلوگرام) ہے جو 14.5 ملین گانٹھ کے ہدف سے کم ہے۔

4 اس سال شدید بارشوں کے خدشے کے تحت کاشت کاروں نے گنا اگانے کو ترجیح دی کیونکہ سیلاب گنے کی فصل کو آسانی سے خراب نہیں کر پاتا۔

5 گذشتہ سال سیلاب اور شدید سردیوں کی بنا پر چھوٹی فصلوں کو نقصان پہنچا تھا جس سے غذائی گرانی بڑھ گئی تھی۔

6 م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی نمو اسوائے کاروں اور کھاد کے شعبے کے، بڑھ کر 3.3 فیصد ہو گئی جبکہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.9 فیصد تھی۔

بھی اس رجحان کو تقویت ملی۔ اگرچہ ایک فعال تعمیراتی شعبہ (جسے نجی شعبہ چلا رہا ہے) پاکستان کی ایشیا سازی کی نمونہ 7 میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے تاہم یہ تقویت کسی حد تک حیران کن ہے کیونکہ مذکورہ بالا شعبوں میں توانائی کا بھاری استعمال ہوتا ہے۔<sup>8</sup> بہر حال بحیثیت مجموعی، صنعت کی مزید بامقصد بحالی درکار ہے تو توانائی کی موجودہ قلت پر قابو پانے کے لیے کچھ فوری حل درکار ہوں گے۔

جیسا کہ پہلے بھی نشاندہی کی جا چکی ہے، توانائی کی کمی کا حل فیصلہ کن ساختی اصلاحات میں مضمر ہے۔ قدرتی گیس کے معاملے میں قلت کا ایک سبب گھریلو صارفین کے لیے گیس کے کم نرخ ہیں جبکہ گردش قرضے کے مستقل مسئلے کی بنا پر بجلی کی پیداوار استعداد سے خاصی کم رہی ہے۔ توانائی کے شعبے میں اصلاحات پاکستان کے نہ صرف صنعتی شعبے کی بحالی کے لیے بلکہ مالیاتی مصارف کی روک تھام کے لیے بھی ضروری ہیں۔<sup>9</sup>

جدول 1.2: مالیاتی پیش رفت		
ارب روپے		
پہلی سہ ماہی م س 12ء	پہلی سہ ماہی م س 13ء	
بڑے وصول کنندگان		
گیس وصولی	409.0	451.3
اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم	1.8	107.3
صوبائی زرفاضل	3.9	85.4
اہم ادائیگیاں		
ملکی قرضے کی واپسی	164.8	299.4

گذشتہ سال ملکی قرضے میں تیزی سے اضافے، اور نتیجتاً سوڈی ادائیگیاں بڑھنے کے پیش نظر م س 13ء میں بھی مالیاتی دباؤ برقرار رہنے کا امکان ہے۔ قرضہ لینے کے اس دباؤ کے پس پشت ٹیکس وصولی میں سست روی کا فرما ہے (باب 4)۔ تاہم اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت اگست 2012ء میں 1.12 ارب ڈالر کی وصولی، اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے (80 ارب روپے سالانہ ہدف کے مقابلے میں) 85.4 ارب روپے کی فاضل رقم ملنے کی وجہ سے سہ ماہی کا مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 1.2 فیصد تک رہا یعنی وہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں جوں کا توں رہا (جدول 1.2)۔

یہ چونکہ استثنائی صورتحال ہے اس لیے یہ جانچنا ضروری ہے کہ یہ پیش رفت نہ ہوتی تو کیا وقوع پذیر ہوتا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کے بنا سہ ماہی کا مالیاتی خسارہ 389.5 ارب روپے ہوتا جبکہ اس وقت یہ خسارہ 283.8 ارب روپے ہے۔ صوبوں سے ملنے والی مجموعی فاضل رقم اگرچہ سالانہ ہدف سے زیادہ ہے، تاہم سال کی بقیہ تین سہ ماہیوں میں اس درجے کا سہارا ملنے کی کوئی توقع نہیں ہے۔<sup>10</sup> اس طرح وفاقی حکومت کی م س 13ء کے بقیہ حصے کے لیے قرض گیری ضروریات کے حوالے سے تشویش بڑھ جاتی ہے۔

7 شعبہ تعمیرات میں مستقل نموبینٹ کی پیداوار میں متواتر نمو، تعمیراتی ساز و سامان کی بڑھی ہوئی پیداوار، اور فولاد اور تعمیراتی مشینری کی بلند درآمد سے ظاہر ہے۔ سہ ماہی کے دوران بی ایس ڈی پی میں کمی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نمونہ شعبے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ جہاں تک نجی شعبے کا تعلق ہے، تجارتی منصوبوں کے لیے تعمیراتی قرضے (متواتر دوسرے سال) مسلسل گرے ہیں تاہم رہائشی منصوبوں کے لیے قرضے بڑھ رہے ہیں۔ یہ بات بھی پیش نظر رہتی چاہیے کہ رہائشی تعمیرات کی ماکاری اکثر و بیشتر غیر دستاویزی ذرائع سے ہوتی ہے۔ تعمیرات میں صرف ضمنی خام مال باضابطہ کمپنیاں دیتی ہیں، اکثر تعمیراتی سرگرمیاں بے ضابطہ شعبے میں داخل ہیں۔

8 نمائندہ فرموں کے ساتھ تبادلہ خیال سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کانڈ فولاد اور شیشے کے شعبوں میں کاروباری ادارے اپنی پیداواری سرگرمی برقرار رکھنے کے لیے اپنی بجلی پر انحصار کرنے لگے ہیں۔

9 یہ بات قابل ذکر ہے کہ حالیہ برسوں میں توانائی سے متعلقہ زراعت تیزی سے بڑھی ہیں یعنی وہ م س 10ء میں جاری اخراجات کا 7.5 فیصد تھیں جبکہ م س 12ء میں 14.9 فیصد ہو گئیں۔ اس سے قطع نظر، صوبائی زرفاضل کی رقم کسی حد تک اطمینان بخش ہیں، اور یہ مالیاتی اختیارات کی تقسیم سے صوبائی حکومتوں میں آنے والی استعداد اور صلاحیت کا ایک اشارہ ہے۔

ٹیکس وصولی پر نظر ڈالی جائے تو م س 13ء میں 27.9 فیصد نمو کا سالانہ ہدف اس امر پر منحصر ہے کہ ٹیکس مشینری اپنی کارگزاری کس حد تک بہتر بناتی ہے نہ کہ اس بات پر کہ نئے ٹیکس متعارف کرائے جائیں۔<sup>11</sup> ٹیکس ادائیگی کی پابندی بہتر بنانے کے لیے اب تک کی کوششیں نتیجہ خیز نہیں رہیں، جیسا کہ اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی صرف 7.9 فیصد بڑھ سکی ہے جبکہ گذشتہ برس 29.7 فیصد بڑھی تھی۔

اس کے علاوہ مالیاتی مصارف گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں زائد رہے جس کی بنیادی وجہ سودی ادائیگیوں میں تیزی سے اضافہ تھا۔ بحیثیت مجموعی جاری اخراجات کا اب 38 فیصد سے زائد صرف سودی ادائیگیوں میں چلا جاتا ہے جبکہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ تناسب 27 فیصد تھا۔ نتیجتاً قلیل مالیاتی گنجائش معاشی نمو بحال کرنے کی حکومتی اہلیت کو زک پہنچا رہی ہے۔

جدول 1.3: مالیاتی خسارے کی مالکاری			
ارب روپے			
پہلی سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	م س 13ء	م س 12ء
283.8	257.2	1,105	
مجموعی خسارہ			
مالکاری:			
-1.6	-4.4	135	
بیرونی وسائل			
285.4	261.6	970	
اندرونی وسائل			
151.5	119.5	484	
بینک			
133.9	142.1	487	
غیر بینک			

مالیاتی خسارے کی مالکاری کا بوجھ م س 12ء کی طرح بنیادی طور پر ملکی ذرائع پر آ پڑا ہے، کیونکہ بیرونی مالکاری کا امکان دکھائی نہیں دے رہا ہے (جدول 1.3)۔ جہاں تک ملکی ذرائع کا تعلق ہے، سہ ماہی کے دوران غیر بینک وسائل پر انحصار کم ہو گیا حالانکہ قومی بچت اسکیموں کے ذریعے بڑی رقم اکٹھا کی گئی تھیں۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ قومی بچت اسکیموں پر بلند منافع اور سرمایہ کاروں کی بڑی تعداد کی بنا پر

حکومت نے م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان اسکیموں کی مدد سے 154.4 ارب روپے (خالص) جمع کیے<sup>12</sup> جو گذشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خاصے زائد ہیں۔ غیر بینک مالی اداروں کی سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری کے سلسلے میں خالص واپسی کی بنا پر قومی بچت اسکیموں کے ذریعے جمع کردہ ان رقم کا اثر جزوی طور پر زائل ہو گیا، چنانچہ بحیثیت مجموعی غیر بینک ذرائع نے سرکاری قرض گیری کی بیشتر ضروریات کی مالکاری نہیں کی۔<sup>13</sup>

اس کے نتیجے میں م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکوں سے مالکاری گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں بڑھ گئی، تاہم اس کے اجزائے ترکیبی میں آنے والی ایک تبدیلی کو ان اعداد نے چھپا لیا کیونکہ حکومت نے کرنشل بینکوں سے 564 ارب روپے قرضہ لیا (جو کسی ایک سہ ماہی کا بلند ترین قرضہ ہے) اور مرکزی بینک سے لیے گئے قرضے کے 412 ارب روپے اسے واپس کر دیے۔ کرنشل بینکوں پر بڑھتا ہوا انحصار اگرچہ

<sup>11</sup> اس کے برعکس م س 12ء کے دوران ٹیکس وصولی میں بلند نمو کی بنیادی وجہ مارچ 2011ء میں ہلز ٹیکس سے استثنا کا خاتمہ تھا۔

<sup>12</sup> اپریل 2012ء میں حکومت نے قومی بچت اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کی اجازت دے دی بشرطیکہ یہ سرمایہ کاری بخش، گریجویٹ، پیرانہ سالی کی رقم، پراویڈنٹ فنڈ اور ادقاف کی رقم سے کی جائے۔

<sup>13</sup> ہماری رائے میں قومی بچت اسکیموں کو گھریلو بچتیں جمع کرنے میں زیادہ کارگزاری بنانے کی غرض سے حکام کو چاہیے کہ ان اسکیموں کی مصنوعات میں ہمواری لائیں تاکہ سرمایہ کاری کے لیے پہلے سے موجود دیگر راہیں (ٹیلی اور پی آئی بیڑ میں سرمایہ کاری) ان کی وجہ سے متاثر نہ ہوں۔

پریشان کن ہے (کیونکہ یہ نجی شعبے کو نظر انداز کرنے جیسا ہے) تاہم اس تبدیلی کے حکومت کے لیے چند مثبت مضمرات ہیں:  
(الف) اس سے ٹی بل کی تحویل کا عرصیتی خاکہ بہتر ہوا کیونکہ کمرشل بینکوں کے پاس تین ماہی ٹی بلوں کی جو تحویل آخر جون 2012ء پر  
(ان کی مجموعی تحویل کا) 26.4 فیصد تھی وہ ستمبر 2012ء کے اختتام پر گر کر محض 7.1 فیصد رہ گئی۔<sup>14</sup>

(ب) مرکزی بینک کا قرضہ واپس کر کے حکومت نے وہ بھی شرط پوری کر دی جو اس پراسٹیٹ بینک ترمیمی ایکٹ 1956ء کے تحت عائد  
کی گئی ہے یعنی ہر سہ ماہی کے دوران قرض گیری کی سطح صفر ہونی چاہیے۔

(ج) مالیاتی حکام نے نسبتاً معمولی ساستا قرضہ لے کر مہنگا قرضہ واپس کیا۔

کمرشل بینکوں سے سرکاری قرض گیری میں (اسٹیٹ بینک کا قرضہ ادا کرنے کے لیے) اس تبدیلی نے نظام میں سے روپے کی سیالیت کو جذب کر  
لیا جو امانتوں میں کمزور نمونہ اور اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کی بنا پر پہلے ہی دباؤ میں تھی۔ اس کا اثر زائل کرنے کے لیے اسٹیٹ  
بینک نے بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کی فراہمی جاری رکھی تاکہ بازار زر کا کام معمول کے مطابق چلتا رہے۔

نتیجتاً مارکیٹ میں شرح سود پر دباؤ کی کوئی علامات ظاہر نہیں ہوئیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کے قرضے کی موسمی واپسی ہوتی آئی  
ہے<sup>15</sup> تاہم اگلی سہ ماہیوں میں قرضے کا استعمال عموماً بلند ہوتا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ پالیسی ریٹ میں کمی کے بعد قرضے کا استعمال بڑھے گا تاہم  
ایسا ہی وقت ممکن ہوگا جب حکومت کمرشل بینکوں سے اپنی قرض گیری کم کر دے۔

ہماری رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے مالکاری کی طلب سے کمرشل بینک غالباً مطمئن ہو گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نجی بچت  
کاروں اور قرض گرووں کے مابین اپنا واسطی کردار ادا نہیں کر رہے۔ مرکزی بینک بارہا اس مسئلے پر تشویش ظاہر کر چکا ہے، چنانچہ جن بہت سے  
عوام نے اسٹیٹ بینک کو اپنا پالیسی ریٹ اگست 2012ء میں 150 بیسیس پوائنٹس، اور اکتوبر اور دسمبر 2012ء میں بھی دو بار 50 پی پی ایس  
گرانے کی ترغیب دی ان سے یہ بھی ایک عامل تھا۔

بیرونی شعبے کو کم تجارتی خسارے اور بلند تر سیالات سے اگرچہ فائدہ ہوا تاہم اگست 2012ء میں دراصل اتحادی سپورٹ فنڈ کے 1.12 ارب ڈالر کی  
وصولی نے جاری کھاتے کو فاضل رقم فراہم کی۔ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کی فاضل رقم اگرچہ 0.34 ارب ڈالر جیسی قلیل رقم ہے تاہم  
م س 12ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ کھاتہ 1.34 ارب ڈالر خسارے سے دوچار تھا۔<sup>16</sup> زبر جائزہ عرصے کی صورتحال نے معیشت کو مالی کھاتے کی وہ

14 نجی شعبے کے مقابلے میں حکومت کو بے خطر قرض دینے کو پہلے سے ترجیح دینے والے کمرشل بینکوں کی روش پالیسی ریٹ میں مزید کٹوتی کی توقعات مستحکم ہونے سے مزید جارحانہ (یعنی  
خطرات سے گریز پرستی) ہو گئی ہے۔

15 م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کے کاروباری اداروں نے 39.6 ارب روپے کے قرضے (خالص) واپس کیے، جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران 95.3 ارب روپے (خالص)  
واپس کیے تھے۔ مزید برآں معینہ سرمایہ کاری قرضے (یعنی ایک سال سے زائد عرصیت کے قرضے) سہ ماہی کے دوران 15.6 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی میں 22.4 ارب  
روپے کی خالص کمی ہوئی تھی۔

16 اگر اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم مساوات سے الگ کر لی جائے تو جاری کھاتے میں م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 774 بلین ڈالر خسارہ ہوتا۔

کمزوریاں برداشت کرنے کے قابل کیا جو براہ راست بیرونی سرمایہ کاری اور بیرونی قرضوں کے تحت واجبی رقوم کی آمد سے پیدا ہوئی تھیں۔

سہ ماہی کے دوران تجارتی خسارہ (اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کی بنیاد پر) گھٹنے کی وجہ تھی کہ درآمدات میں تخفیف برآمدات میں تخفیف سے بڑھ کر تھی۔ درآمدی اشیاء کے نرخوں اور مقداروں دونوں میں کمی کے نتیجے میں درآمدی لاگت کم ہوئی۔ پام آئل، خام کپاس اور خام تیل کے بین الاقوامی نرخوں میں کمی نے مجموعی درآمدات کو محدود رکھا، تاہم مقداری لحاظ سے سب سے نمایاں کمی یوریا کی درآمد میں ہوئی کیونکہ گذشتہ سال پوریا اضافی درآمد کر لی گئی تھی اور اب وہ ملک میں بڑی مقدار میں دستیاب تھی۔ دوسری طرف، سہ ماہی کے دوران مشینری کی درآمد اور پیٹرولیم کی درآمدی مقدار بڑھ گئی۔

بیرونی کھاتے میں نسبتاً اطمینان بخش صورتحال کی بنا پر م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران روپیہ خاصاً مستحکم رہا یعنی وہ ڈالر کے مقابل صرف 0.25 فیصد گر جبکہ وہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ڈالر کے مقابل 1.7 فیصد گر تھا۔ تاہم زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں 445 ملین ڈالر (خالص لحاظ سے) کمی آئی جس کی بڑی وجہ آئی ایم ایف کو 479 ملین ڈالر ادا نیگی تھی۔<sup>17</sup> نتیجتاً اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر ستمبر 2012ء کے اختتام پر گر کر 10.4 ارب ڈالر رہ گئے۔

م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں عمومی گرانی بھی متواتر گرتی رہی۔ گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کی سالانہ اوسط (annualized) دو سال سے زائد عرصے تک دو ہندسی رہنے کے بعد م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں گر کر 9.15 فیصد پر آ گئی، جبکہ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 11.48 فیصد تھی۔ اس کے علاوہ صارف کے اعتماد کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے سروے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گرانی کی توقعات کچھ کم ہوئی ہیں۔

تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ گرانی میں کمی کے بڑی حد تک ذمہ دار رسدی عوامل ہیں۔ اس کمی کا بیشتر تعلق غذائی اشیاء (مثلاً تالف پذیر اجناس، صاف شدہ شکر، دالوں) کی بہتر دستیابی اور سرکاری طور پر مقررہ کم نرخوں (مثلاً قدرتی گیس اور سی این جی کے کم نرخ) سے جوڑا جاسکتا ہے۔<sup>18</sup> تاہم دیگر گھریلو اشیاء کے نرخوں میں ردوبدل ملا جلا رہا۔ مثال کے طور پر جوتوں اور ملبوسات، ریسٹوران اور ہوٹل جیسے زمروں میں متواتر بلند گرانی رہی ہے تاہم تیار حالت میں گھریلو اشیاء نے گرانی میں نمایاں کمی ظاہر کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ صارف کی طلب نرم پڑ رہی ہے، یا موزوں تر الفاظ میں، وہ مستحکم ہے۔ کم ہوتی ہوئی گرانی میں رسدی عوامل کے نمایاں اثرات قابل فہم بھی ہیں، کیونکہ منڈی کے عاملین رسدی دھچکوں کی صورت میں اپنے نرخوں کو عموماً زیادہ تیزی سے تبدیل کر لیتے ہیں بہ نسبت طلب کی صورتحال میں ردوبدل کے۔

### منظر نامہ

چاول اور کپاس کی فصل اپنا ہدف پورا نہ کر سکی چنانچہ زرعی نمو کی پیش گوئی گندم کی اگلی فصل پر منحصر ہوگی۔ بقدر ضرورت بوائی کو یقینی بنانے کے لیے حکومت نے گندم کی سرکاری قیمت فی چالیس کلوگرام 1,050 روپے سے بڑھا کر 1,200 روپے کر دی ہے۔ اگرچہ گندم کی بوائی بعض علاقوں میں گنے کی تاخیر سے کٹائی کے باعث دیر سے ہوئی تاہم بروقت بارشوں اور خام مال کے نرخوں میں نسبتاً استحکام رہنے کی بنا پر توقع ہے کہ یہ عوامل گندم

<sup>17</sup> آئی ایم ایف کے قرضے چونکہ مرکزی بینک کے لیے واجبات ہیں اس لیے ان کی واپسی زرمبادلہ منڈی کو براہ راست متاثر نہیں کرتی۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں متواتر کمی سے منڈی کے احساسات پر ضرور اثر پڑتا ہے۔  
<sup>18</sup> صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں غذا اور توانائی کا مجموعی حصہ 47 فیصد ہے۔

کی فصل میں مدد و معاون ہوں گے۔ اس سے قطع نظر چاول اور کپاس کی فصل میں کمی اتنی بڑی ہے کہ اس نے زراعت کی مجموعی نمونہ گھٹا کر 3.5 فیصد کر دیا ہے جو 4 فیصد ہدف سے کم ہے۔

صنعتی شعبے میں بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی نمو میں گئے کی عمدہ فصل کی بنا پر تیزی آنے کی توقع ہے کیونکہ یہ شکر کی عمدہ پیداوار کا پیش خیمہ ہے۔ ادھر پرانی کاروں کی درآمد کے حوالے سے غیر لچک دار پالیسی سے کار سازی کی ملکی صنعت کو فائدہ پہنچے گا۔ ایک کولڈرونگ اسٹیل مل کی متوقع تنصیب، اور سال کے دوران موثر سائیکل ٹائر کے ایک نئے کارخانے کے چالو ہونے سے بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی نمو مزید بہتر ہونی چاہیے۔ م س 13ء میں جی ڈی پی کی حقیقی نمو بحیثیت مجموعی 3.5 فیصد سے 4 فیصد کے درمیان رہنے کی توقع ہے۔ تاہم اہم اقتصادی دشواریاں بھی برقرار ہیں: توانائی کی مسلسل قلت، اور بد امنی کی بنا پر تجارتی سرگرمیوں میں بار بار تعطل۔

جہاں تک گرانی کا تعلق ہے، اس کے بڑھنے کا خطرہ گندم کی سرکاری قیمت میں حالیہ اضافے (جس نے تھوک فروش اور خوردہ فروش منڈیوں پر دباؤ ڈالا ہے)، اور روپے کی حالیہ کمزوری کے ذیلی اثرات سے ابھرا ہے۔ تاہم سہ ماہی ڈیٹا سے اسٹیٹ بینک کو کچھ اطمینان ہے، اس ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں بھی گرانی میں خاصی وسیع الہیاد کی آ رہی ہے۔ یہ بات بھی یاد رہنی چاہیے کہ توانائی کے خوردہ نرخ اس سہ ماہی کے دوران مستحکم رہے ہیں۔ گیس کے کم نرخوں، اور مستحکم کرایہ مکان اور غذائی قیمتوں کے اثرات کی بنا پر امید ہے کہ غذائی گرانی میں متوقع اضافے کے باوجود م س 13ء میں گرانی 9.5 فیصد کے سالانہ ہدف سے کم رہے گی۔ چنانچہ ہمارا تخمینہ یہ ہے کہ م س 13ء میں اوسط گرانی 8 سے 9 فیصد کی حد میں رہے گی۔

مالیاتی شعبے میں ٹیکس وصولی کا سالانہ ہدف سست رفتار رسمی معیشت اور درآمدات میں کمی کی بنا پر مزید دشوار ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تھری جی لائنوں اور اتصالات سے وصولیوں کے حوالے سے اب بھی بے یقینی ہے تاہم اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت معقول رقوم ملنے سے یہ بے یقینی کسی حد تک کم ہوئی ہے۔<sup>19</sup> اخراجات کے حوالے سے ہمیں زراعت میزانی اختصاص سے بڑھ جانے کی توقع ہے جس کے نتیجے میں م س 13ء کا بحیثیت مجموعی میزانی خسارہ جی ڈی پی کے 6.5 سے 7.5 فیصد کی حد میں رہ سکتا ہے۔

بیرونی شعبے کی صورتحال اب تک قابل انتظام رہی ہے، جاری حسابات کو اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم سے خاصا سہارا ملا ہے۔ سال کے بقیہ عرصے میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی مزید رقوم ملنے کا امکان نہیں، تاہم تجارتی خسارہ کم رہے اور ترسیلات مستحکم رہیں تو جاری حسابات کا خسارہ بھی قابو میں رہنا چاہیے۔ ہمارے تخمینے کے مطابق جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے ایک فیصد سے کم کی معمولی سطح پر رہے گا۔ دوسری طرف مالی کھاتہ کمزور رہنے کا امکان ہے، کیونکہ بیرونی رقوم کی آمد بحال ہونے کے امکانات روشن نہیں۔

آخراً، پاکستان کی معیشت کے ساختی مسائل برقرار ہیں اور ان کا اظہار قرضے کے جال، خسارے میں جانے والے سرکاری اداروں اور ٹیکس دینے والوں کی محدود تعداد سے ہوتا ہے، یہ مسائل پالیسی سازوں کے لیے دشواریاں پیدا کرتے رہیں گے۔ توانائی کی قلت ختم کرنے، سرکاری اداروں کا خسارہ دور کرنے اور ٹیکس کی اضافی رقوم جمع کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات نہ کیے گئے تو نجی شعبہ ملک کی اقتصادی نمونہ کو فعال کرنے کا بیڑا اٹھانے میں بدستور متذبذب رہے گا۔

<sup>19</sup> جولائی تا دسمبر م س 13ء کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کے ذریعے وفاقی حکومت کو 1.8 ارب ڈالر ملے۔ اس کے برعکس م س 12ء کے پورے عرصے میں اس مدت میں کوئی رقم نہیں ملی تھی۔